بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱
الفضل
قادیان
خطبہ نمبر ۳
یوم چہارشنبہ

سیّدہ اُمّ طاہر احمد صاحبہ کی نہایت تشویشناک حالت
خاص طور پر دعائیں کی جائیں

قادیان ۱۴ ار فروری۔ آج رات کے گیارہ بجے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدہ اُم طاہر احمد صاحبہ کی حالت نہایت تشویشناک ہے۔ آج دل نہایت کمزور ہو گیا۔ بلڈ پریشر بہت گر گیا۔ اور ٹھنڈے پسینے آتے رہے۔ شام کو کسی قدر بہتری کی طرف طبیعت مائل ہوئی۔

(نوٹ) آج بارہ بجے دوپہر کے قریب ابتداءً حالت خراب ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ جس پر قادیان میں اجتماعی دعا کا انتظام کیا گیا۔ اور نماز مغرب کے بعد دوبارہ دعا کی گئی۔ احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

جلد ۳۲ | ۱۶ ماہ تبلیغ ۱۳۲۳ ہش | ۲۰ صفر ۱۳۶۳ ھ | ۱۶ فروری سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۰

روزنامہ الفضل قادیان ۲۰ صفر ۱۳۶۳ھ

جلسۂ ہوشیارپور کی بابت اہم اعلان

لاہور ۱۴ ار فروری۔ آج رات کے گیارہ بجے بذریعہ فون حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حسب ذیل ارشاد برائے اشاعت موصول ہوا:۔

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ ہوشیارپور کے جلسہ کی نسبت اعلان پڑھ چکے ہیں۔ اس جلسہ کی غرض صرف یہ ہے۔ کہ جس جگہ دنیوی حالات کے خلاف ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رحمت کے نشان کی خبر دی تھی۔ جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اسی جگہ آج یہ اعلان کیا جائے۔ کہ وہ پیشگوئی نہایت شان کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔

پس یہ موقع خشیت اور تقوے اللہ کے اظہار کا ہے۔ نہ کہ دنیوی تقریبوں پر جس طرح مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ اُس کا۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ صرف وہی لوگ اس جلسہ میں شامل ہوں۔ جو دعائیں کرنیوالے استغفار کرنے والے۔ حمد کرنے والے اور ذکر کرنیوالے ہیں۔ اور اس جگہ پر جب تک رہیں۔ اس امر کا تعہد کریں۔ کہ نہ بلاوجہ بات کریں۔ نہ ہنسی مذاق کریں۔ نہ ہنسی تمسخر سے کام لیں۔ بلکہ تمام وقت سنجیدہ رہیں۔ اور دعاؤں اور استغفار میں مشغول رہیں۔

پس اس بات کا خیال رہے۔ کہ لڑکے اور چھوٹی عمر کے نوجوان وہاں نہ جائیں۔ نہ وہ جو اپنی طبیعتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ نہ وہ جو تھوڑی دیر خاموش بیٹھنا پڑے۔ تو گھبرا جاتے ہیں۔ بلکہ وُہ جائیں جو اس ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلیں۔ کہ کلی طور پر خاموشی سے شمولیت کریں گے۔ اور سب وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر میں گذاریں گے۔ یا ایسے کاموں میں جو ان کے سپرد کئے جائیں گے۔

میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں اُمّ طاہر احمد کی بیماری کی وجہ سے خود شامل ہو سکوں گا۔ یا نہیں۔ مگر ممکن ہوا۔ تو شامل ہوں گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ پس جو شامل ہونیوالے ہیں۔ اُنہیں میں ابھی سے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ نے میری نصیحت پر عمل کیا۔ تو یہ عمل آپ کا مقبول بارگاہِ الٰہی ہوگا۔ ورنہ آپ اپنے عمل کو ضائع کر لینگے۔ اور شاید بعض غضب الٰہی کو بھڑکا لیں:۔

خاکسار

مرزا محمود احمد از لاہور

ایڈیٹر:۔ غلام نبی
بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی رؤیا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۴ ماہ تبلیغ ۱۳۲۳ ہش مطابق ۴ فروری ۱۹۴۴ء

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

(حصہ اول)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ میں اپنی ایک رؤیا سنائی تھی۔ جس میں مجھے بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی جو ایک ایسے لڑکے کے متعلق تھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ میعاد کے اندر پیدا ہونے والا تھا۔ اور جو ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ وہ میرے ہی متعلق تھی۔ آج میں بتاتا ہوں۔ کہ کس طرح اس رؤیا میں

بہت سی باتیں

اس پیشگوئی کی دہرائی گئی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔

جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ میں نے اس پیشگوئی کو غور و فکر سے پڑھنے کی پہلے کبھی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جب کبھی یہ پیشگوئی میرے سامنے آتی۔ میں اس کے مضمون پر سے جلدی سے گذر جاتا تھا۔ تاکہ میرا نفس میرے دل میں اسکے متعلق کوئی جھوٹا شبہ پیدا نہ کرے۔ اور جبکہ جماعت کے دوستوں کا اصرار تھا۔ کہ وہ اس پیشگوئی کو میرے متعلق سمجھتے ہیں۔ میں ہمیشہ ہی اس مضمون سے کتراتا تھا۔ اس لئے پیشگوئی کی جو تشریحات تھیں وہ میرے ذہن میں نہ تھیں خصوصاً اس سال کے شروع میں جب یہ رؤیا ہوا۔ یعنی جنوری کے مہینہ میں۔ اس وقت تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ یہ تشریحات میرے سامنے ہوتیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون عرصہ دراز سے میرے سامنے نہ آیا تھا

بے شک

بعض علامتیں

جو اس پیشگوئی میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ میرے ذہن میں تھیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ رؤیا مجھے ایسے رنگ میں آئی ہے۔ جسے دماغی ترجمانی نہیں کہا جاسکتا

اور بعض علامتیں جو اس پیشگوئی میں تو تھیں۔ مگر میرے علم میں نہ تھیں۔ اور گو میں نے وہ علامتیں پڑھی ضرور تھیں مگر اُن علامتوں نے کبھی میرے ذہن میں معین جگہ نہیں پکڑی تھی۔ اور مجھے یاد بھی نہیں تھیں۔ اُن علامتوں کو اس رؤیا میں اللہ تعالےٰ نے عجیب طریق پر دُہرا دیا ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں اُن مشابہتوں کا ذکر کروں۔ میں اس امر کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بھی ایک ظاہری مشابہت میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے درمیان پائی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر

ایک سفر کے موقع پر

دی گئی تھی۔ جبکہ آپ ہوشیارپور گئے ہوئے تھے۔ اور ہوشیارپور میں ہی آپ نے وہ اشتہار لکھا۔ جس میں اس پیشگوئی کا تفصیل کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ چنانچہ اس اشتہار کے شائع کرتے وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو درج کرتے کرتے ہوئے کہ "میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا" تحریر فرمایا ہے۔ "جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے"۔ لدھیانہ کا سفر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے کیا۔ اور ہوشیارپور کا سفر بعد میں اور یہ الہامات آپ کو

ہوشیارپور میں

ہی ہوئے۔ چنانچہ میاں بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" میں مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی یہ روایت شائع کی ہے۔ کہ میں اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ وہیں آپؑ پر یہ الہامات نازل ہوئے۔ اور وہیں آپؑ نے یہ اشتہار شائع کیا (سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۵) پس یہ خبر آپ کو ہوشیارپور کے سفر میں ملی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ مجھ کو بھی

یہ رؤیا سفر میں ہی ہوئی

ہے۔ جبکہ میں لاہور میں تھا۔ پس اس پیشگوئی اور رؤیا میں سفر کے لحاظ سے بھی آپس میں مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ جس وقت میں یہ بات بیان کرنے لگا ہوں۔ میرے ذہن میں

ایک اور مشابہت

بھی آئی ہے۔ مگر مجھے اس پر ابھی پورا یقین نہیں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ بعد میں تحقیقات کروں گا۔ اور وہ مشابہت یہ ہے۔ کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ شیخ بشیر احمد صاحب جس مکان میں رہتے ہیں۔ اور جس میں رؤیا کے وقت میری سکونت تھی۔ وہ ہوشیارپور کے رہنے والے ایک صاحب شیخ نیاز محمد صاحب پلیڈر مرحوم کا ہے (بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ خیال درست تھا یہ صاحب ہوشیارپور ہی کے تھے۔ اور شیخ مہر علی صاحب جن کے مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہرے تھے۔ اور جہاں آپ کو ۱۸۸۶ء کے اشتہار والے الہامات ہوئے تھے۔ اور جہاں آپ نے وہ اشتہار لکھا تھا۔ وہ گو قریبی رشتہ دار تو ان کے نہ تھے۔ مگر انکی برادری میں سے تھے)

پروگرام جلسہ ہوشیارپور

تاریخ ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۲۰ تبلیغ ۱۳۲۳ ہش بروز اتوار وقت بعد نماز ظہر و عصر

۳ بجے سے ۳¼ بجے تک { تلاوت قرآن مجید، نظم۔ آئین سے منتخب اشعار } حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

۳/۱۵ سے ۳-۲۵ – { حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر ہوشیارپور و چلہ کے حالات } مولوی عبدالرحیم صاحب درد (بحیثیت قائمقام مولوی عبداللہ صاحب سنوری)

۳-۲۵ سے ۳-۳۵ { حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال تک جماعت کی ترقی } حضرت مولوی شیر علی صاحب

۳/۳۵ سے ۴-۱۵ – حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود کی تقریر

۴/۱۵ سے ۵ بجے تک "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ اور المصلح الموعود کی شہرت دنیا میں پھیلنے کی پیشگوئیاں عملی طور پر ثابت ہوئیں" [مبلغین بیرون ہند باری باری سے اپنی تبلیغ کا ذکر کریں گے جس سے ظاہر ہو۔ کہ احمدیت کی تبلیغ اور المصلح الموعود کی شہرت زمین کے کناروں تک پہونچی۔ ہر مقرر کے وقت ایک خاص جھنڈا کھڑا کیا جائیگا جس سے اس ملک کا اظہار ہو جس میں یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں]

۵ سے ۵¼ بجے تک۔ حضور آخر میں اپنے کلمات طیبات سے جلسہ کو ختم فرمائیں گے

۵¼ سے ۵½ " " – حضور اس کمرہ میں دعا فرمائیں گے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلہ کیا تھا۔ کچھ دوست حسب گنجائش اس کمرہ میں دعا کریں گے۔ باقی دوستوں میں سے کچھ مکان کے دوسرے حصوں میں اور کچھ گلی اور جلسہ گاہ میں حضور کے ساتھ دعا میں شامل ہونگے ؛

عبدالمغنی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱۴ فروری

ہوشیارپور میں نہایت عظیم الشان جلسہ

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شرکت فرمائینگے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو المصلح الموعود کی پیشگوئی کا اشتہار ہوشیارپور سے شائع فرمایا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر ظاہر فرمایا ہے۔ کہ حضور ہی کی ذات والاصفات اس پیشگوئی کی مصداق ہے۔ چونکہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے انکے اعلان کے لئے یہ جلسہ بتاریخ ۲۰ تبلیغ ۱۳۲۳ہش مطابق ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء منعقد ہونیوالا ہے۔ ہوشیارپور اور جالندھر کی تمام جماعتوں کے زیادہ سے زیادہ افراد اس جلسہ میں شامل ہوں۔ اور پنجاب کی ہر جماعت اپنا ایک نمائندہ اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے ضرور بھیجے۔ ایک سے زیادہ دوست آنا چاہیں تو ممانعت نہیں ہے۔ سرحد یوپی وغیرہ علاقہ جات سے بھی اگر نمائندے بھجوائے جا سکیں تو بھجوانے کی کوشش کی جائے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

پس یہ

عجیب بات

ہے۔ کہ یہ رویا مجھے سفر میں آئی۔ اور اس مکان میں آئی۔ جو ہوشیارپور کے رہنے والے ایک دوست کا مکان ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہامات بھی ہوشیارپور میں ہی ہوئے۔ اور ان کی برادری کے ایک آدمی کے گھر پر ہوئے۔

شیخ نیاز محمد صاحب

کا بھی عجیب معاملہ معلوم ہوتا ہے۔ میری ان سے کوئی زیادہ واقفیت نہ تھی۔ ہاں یہ جانتا تھا۔ کہ وہ ایک کامیاب وکیل ہیں اور یہ معلوم تھا۔ کہ لوگوں میں خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ اچھے درجہ پر پہونچ جائینگے مگر مجھے وہ صرف ایک دفعہ ملے تھے۔ اس ملاقات کے مہینوں بلکہ سالوں بعد میں نے ایک رویا دیکھی۔ کہ ایک بہت بڑا اژدھام ہے۔ جس میں ان کو ایک ہاتھی پر چڑھا کر لوگ جلوس کی صورت میں شہر کی طرف لا رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان جمع ہیں۔ اور لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہے۔ اور وہ بہت خوش ہیں۔ کہ ان کو کوئی عزت ملی ہے یا ملنے والی ہے۔ میں رویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ جلوس مفتی محمد صادق صاحب کے گھر کی طرف آ رہا ہے۔ میں ان کے گھر کے قریب جو موڑ ہے وہاں کھڑا ہو گیا۔ اور جلوس نے اس طرف بڑھنا شروع کر دیا جس وقت وہ عین منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جہاں ان کا اعزاز ہونا تھا۔ تو یکدم آسمان سے ایک ہاتھ آیا۔ اور وہ انہیں اٹھا کر لے گیا۔ اس رویا کے مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ

ہائی کورٹ کی ججی کے لئے

ان کا نام گیا ہوا تھا۔ اور منظوری آنے ہی والی تھی۔ کہ وہ فوت ہو گئے۔ یہ رویا تھی جو میں نے ان کے متعلق دیکھی۔ حالانکہ میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ صرف ایک دفعہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے ساتھ وہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ اس سے زیادہ میری ان سے کوئی واقفیت نہ تھی لیکن باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا۔ کہ وہ عنقریب فوت ہونے والے ہیں اور ایسے حالات میں فوت ہونے والے ہیں جبکہ مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے ان کو عزت ملنے والی ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں۔ کہ باوجود کوئی ظاہری تعلق نہ ہونے کے ان کی وفات کی خبر کا مجھے دینا اسی نسبت کی وجہ سے تھا۔ کہ ان کے گھر پر اللہ تعالےٰ نے مجھے

مصلح موعود ہونے کی خبر

دینی تھی۔ اب میں ان مشابہتوں کو بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ساتھ میری رویا کو ہیں۔

رویا میں میں نے دیکھا کہ میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا ہے۔ وانا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا میرے لئے اس قدر عجوبہ تھا (ظاہر میں تو ہو ہی سکتا ہے۔ لیکن خواب میں ہی میری ایسی کیفیت ہو گئی) کہ قریب تھا اس تہلکہ سے میں جاگ اٹھتا۔ کہ میرے مونہہ سے یہ کیا الفاظ نکل گئے ہیں۔ بعد میں بعض دوستوں نے توجہ دلائی۔ کہ

مسیحی نفس ہونے کا ذکر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی آتا ہے۔ گو اس روز میں یہ اشتہار پڑھ کر آیا تھا۔ لیکن جب میں خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اس وقت اشتہار کے یہ الفاظ میرے ذہن میں نہ تھے۔ خطبہ کے بعد غالباً دوسرے دن مولوی سید سرور شاہ صاحب نے توجہ دلائی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار میں بھی لکھا ہے۔ کہ

"وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے **مسیحی نفس** اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

اس پیشگوئی میں بھی مسیح کا لفظ استعمال ہوا ہے دوسرے میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ میں نے

بت تڑوائے

ہیں۔ اس کا اشارہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں پایا جاتا ہے۔ کہ وہ "روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا"۔ روح الحق توحید کی روح کو کہا جاتا ہے، اور سچی بات تو یہ ہے۔ کہ اصل چیز خدا تعالےٰ کا وجود ہی ہے۔ باقی سب چیزیں اظلال اور سائے ہیں۔ پس روح الحق سے مراد توحید کی روح ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ اس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

تیسرے میں نے دیکھا۔ کہ

میں بھاگ رہا ہوں

چنانچہ خطبہ میں میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ رویا میں یہی نہیں۔ کہ میں تیزی سے چلتا ہوں۔ بلکہ دوڑتا ہوں۔ اور زمین میرے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔ پسر موعود کی پیشگوئی میں بھی یہ الفاظ ہیں۔ کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسی طرح رویا میں میں نے دیکھا کہ میں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں۔ اور پھر وہاں بھی میں نے اپنے کام کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ میں

اور آگے جانے کا ارادہ

کر رہا ہوں۔ جیسے میں نے کہا۔ اے عبدالشکور اب میں آگے جاؤنگا۔ اور جب اس سفر سے واپس آؤنگا۔ تو دیکھونگا۔ کہ اس عرصہ میں تُو نے توحید کو قائم کر دیا ہے۔ شرک کو مٹا دیا ہے۔ اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالےٰ نے جو کلام نازل فرمایا اس میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے وہ "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"۔ یہ الفاظ بھی اس کے دور دور جانے اور چلتے چلے جانے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں

پھر یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے۔ کہ "وہ

علوم ظاہری و باطنی سے پُر

کیا جائے گا"۔ اس کی طرف بھی میری رویا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خواب میں میں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں۔ کہ "میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے"۔

پھر لکھا تھا۔ وہ

"جلال الٰہی کے ظہور کا موجب

ہوگا"۔ اس کے متعلق بھی رویا میں وضاحت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ رویا میں میری زبان پر تصرف کیا گیا۔ اور میری زبان سے خدا تعالےٰ نے بولنا شروع کر دیا۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ نے میری زبان سے کلام فرمائی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ اور آپ نے میری زبان سے بولنا شروع کر دیا۔ یہ جلال الٰہی کا ایک عجیب ظہور تھا جس کا پیشگوئی میں بھی ذکر پایا جاتا تھا۔ پس یہ بھی ان دونوں میں ایک مشابہت پائی جاتی ہے۔

پھر لکھا تھا" وہ

صاحب شکوہ اور عظمت و دولت

ہوگا" اور رؤیا میں بھی یہ دکھایا گیا۔ کہ ایک قوم ہے جس کا میں ایک شخص کو لیڈر مقرر کرتا ہوں۔ اور ان الفاظ میں جیسے ایک طاقتور بادشاہ اپنے ماتحت کو کچھ کہہ رہا ہو۔ اسے کہتا ہوں۔ اے عبدالشکور تم میرے سامنے اس بات کے ذمہ دار ہو گے۔ کہ تمہارا ملک قریب ترین عرصہ میں توحید پر ایمان لے آئے۔ شرک کو ترک کردے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پر عمل کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو اپنے مدنظر رکھے۔ یہ" صاحب شکوہ اور عظمت" کے ہی کلمات ہو سکتے ہیں۔ جو رؤیا میں میری زبان پر جاری کئے گئے۔ اور یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے۔ کہ" ہم اس میں

اپنی روح

ڈالیں گے" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس پر کلام الٰہی نازل ہوگا۔ اور رؤیا میں اس کا بھی ذکر آتا ہے۔ چنانچہ الٰہی تصرف کے ماتحت رؤیا میں میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب میں نہیں بول رہا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کیطرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں۔ پس اس حصہ میں پیشگوئی کے انہی الفاظ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کہ" ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" پھر رؤیا کا یہ حصہ بھی پیشگوئی کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ رؤیا میں میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ہر قدم جو میں اٹھا رہا ہوں وہ کسی پہلی وحی کے مطابق اٹھا رہا ہوں۔ اب میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ جو میں سمجھتا ہوں۔ کہ آئندہ میں جو سفر کرونگا۔ وہ

ایک سابق وحی

کے مطابق ہوگا۔ اس سے اشارہ مصلح موعود والی پیشگوئی ہی کی طرف تھا۔ اور یہ بتایا گیا تھا۔ کہ میری زندگی اس پیشگوئی کا نقشہ ہے۔ اور الٰہی تصرف کے ماتحت ہے اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ پہلی پیشگوئی کے متعلق جو یہ ابہام رکھا گیا۔ کہ یہ کس کی پیشگوئی ہے اس میں یہ حکمت تھی۔ تا مصلح موعود کی پیشگوئی کیطرف توجہ دلا کر اس ذہنی علم کا رؤیا میں دخل نہ ہو جائے۔ جو مجھے اس پیشگوئی کی نسبت حاصل تھا۔ اس قسم کی تدابیر رؤیا اور الہام میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ اختیار کی جاتی ہیں۔ اور اسرار سماویہ میں سے ایک سر ہے یہ وہ مشابہتیں ہیں جو میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں پائی جاتی ہیں۔

اب میں واقعات کے لحاظ سے اس پیشگوئی کا تطابق دیکھتا ہوں۔ اس بارہ میں جماعت میں سالہا سال سے کثرت سے مضامین نکل چکے ہیں۔ اور لوگوں نے اس رؤیا سے پہلے ہی پیشگوئی کی بہت سی باتیں مجھ پر چسپاں کی ہیں۔ اس لئے میں اس وقت چند باتیں جو نہایت اہم ہیں بیان کرتا ہوں۔

اوّل۔ یہ کہ جب لوگ میرے متعلق کہتے تھے۔ کہ یہ بچہ ہے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا۔ اس کی طرف بھی پیشگوئی کے ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ

"وہ جلد جلد بڑھے گا"

میرے لئے وہ حیرت کا زمانہ تھا۔ بلکہ اب تک میں اپنی اس حیرت کو نہیں بھولا حضرت خلیفہ اول رضؓ کا زمانہ تھا۔ اور مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ جماعت میں کیا جھگڑا ہے۔ کس بات پر فساد اور ہنگامہ برپا ہے۔ جیسے ایک شفاف آئینہ ہر قسم کی میل کچیل اور داغوں سے منزہ ہوتا ہے۔ وہی میرے دل کی کیفیت تھی۔ ہر قسم کے بغض سے پاک ہر قسم کی سازش کے خیالات سے مبرا بلکہ حالات کے علم سے بھی خالی تھا۔ صبح کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کچھ سوالات لوگوں کو جواب لکھنے کے لئے بھجوائے ہوئے تھے۔ اور میں نے بھی ان کے جواب لکھے تھے۔ میں اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں جو مسجد کے بالکل ساتھ ہے نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا۔ کہ مسجد سے مجھے لوگوں کی اونچی اونچی آوازیں آنی شروع ہوگئیں جیسے کسی بات پر وہ جھگڑ رہے ہوں۔ ان میں سے ایک آواز جسے میں نے پہچانا وہ شیخ رحمت اللہ صاحب کی تھی۔ اور میں نے سنا۔ کہ وہ بڑے جوش سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ایک بچہ کو آگے کرکے جماعت کو تباہ کیا جارہا ہے۔ ایک بچہ کو آگے کرنے کی خاطر یہ سب فساد برپا کیا جارہا ہے۔ ایک بچہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مجھے یاد ہے میں اس وقت ان باتوں سے اتنا غافل اور اس قدر ناواقف تھا کہ مجھے ان کی یہ بات سنکر حیرت ہوئی۔ کہ

وہ بچہ ہے کون

جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جارہے ہیں۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر دوسروں سے پوچھا۔ کہ آج مسجد میں یہ کیسا شور تھا۔ اور شیخ رحمت اللہ صاحب یہ کیا کہہ رہے تھے کہ ایک بچہ کو آگے کرنے کی خاطر جماعت کو تباہ کیا جارہا ہے۔ وہ بچہ ہے کون جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جارہے تھے۔ اس پر ایک دوست نے ہنس کر کہا۔ کہ وہ بچہ تم ہی تو ہو۔ اور کون ہے۔ پس میں اس وقت ان باتوں سے اس قدر ناواقف تھا۔ کہ میں اتنا بھی نہ سمجھ سکا۔ کہ

اس بچہ سے مراد

میں ہوں۔ لیکن دشمن کا یہ قول درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی الفاظ کی تصدیق کر رہا تھا۔ کہ" وہ جلد جلد بڑھے گا" خدا نے مجھے اتنی جلدی بڑھایا۔ کہ دشمن حیران رہ گیا۔ چند ماہ پہلے مجھے بچہ قرار دیکر وہ ناقابل قرار دے رہا تھا۔ اور چند ماہ بعد وہ مجھے ایک شاطر تجربہ کار قرار دیکر میری برائی کر رہا تھا۔ گویا بچپن کی عمر میں ہی اللہ تعالےٰ نے میرے ہاتھوں سے سلسلہ میں رخنہ ڈالنے والوں کو شکست دلوادی۔ یہ ویسے ہی ہوا جیسے

حضرت مسیح ناصری

سے ہوا۔ ان کے دشمنوں نے بھی کہا تھا۔ کہ ہم ایک بچے سے کس طرح باتیں کریں۔ جب حضرت مسیح ناصری اپنی والدہ کے ساتھ شہر میں آئے۔ اور حضرت مریم نے لوگوں سے کہا۔ کہ ان سے باتیں کرو۔ تو انہوں نے یہی کہا۔ کہ ہم ایک بچے سے کس طرح باتیں کریں۔ یہی وہ بات تھی جس کیطرف قرآن کریم میں ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیّاً (مریم ع۲) پس اس وقت میرے متعلق دشمنوں کی طرف سے یہی کہا جاتا تھا کہ یہ ایک بچہ ہے مگر باوجود اس کے کہ یہ لوگ مجھے بچہ سمجھتے تھے۔ اور باوجود اس کے کہ میں واقعہ میں بچہ تھا۔ میری عمر اس وقت ۲۵ سال تھی۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ۲۵ سال کی عمر میں

ایک حکومت پر قائم

کردیا۔ اور حکومت بھی ایسی جو روحانی حکومت تھی۔ جسمانی حکومت میں تو بادشاہ کے پاس تلوار ہوتی ہے طاقت ہوتی ہے جتھہ ہوتا ہے۔ فوجیں ہوتی ہیں جرنیل ہوتے ہیں جیل خانے ہوتے ہیں خزانے ہوتے ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے پکڑ کر سزا دے دیتا ہے۔ لیکن حکومت روحانی میں جس کا جی چاہتا ہے مانتا ہے۔ اور جس کا جی چاہتا ہے انکار کر دیتا ہے۔ زور اور طاقت کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالےٰ نے مجھے اس

حکومت روحانی

پر ایسی حالت میں کھڑا کیا۔ جب خزانہ میں صرف چند آنے تھے۔ اور ہزارہا روپیہ قرض تھا۔ اور پھر خدا تعالےٰ نے یہ کام ایسی حالت میں میرے سپرد کیا۔ جب جماعت کے ذمہ دار افراد قریباً سارے کے سارے مخالف تھے۔ اور یہاں تک مخالف تھے۔ کہ ان میں سے ایک شخص نے مدرسہ ہائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم تو جاتے ہیں۔ لیکن عنقریب تم دیکھ لوگے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائیگا

ایک پچیس برس کا لڑکا

تھا جسکو ایک ایسی حکومت سپرد کی گئی۔ جس میں طاقت و قوت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جس کو ایک ایسی قوم کی حکومت سپرد کی گئی۔ جس کا خزانہ خالی تھا۔ جس کو ایک ایسی قوم کی حکومت سپرد کی گئی۔ جس کے اپنے سردار اور تجربہ کار لیڈر اسے چھوڑ کر جارہے تھے۔ میدان دشمن کے قبضہ میں تھا۔ اور وہ اس بات پر خوشیاں منا رہا تھا۔ کہ ہمارے جاتے ہی اس قوم کی عمارتوں پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ اور اسکی ترقی کے ایام تنزل اور ادبار سے بدل جائیں گے۔ تم سمجھ سکتے ہو ایسے نازک حالات میں اس قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت کی جو تعداد اس وقت تھی جب وہ میرے سپرد کی گئی

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے سینکڑوں گنے زیادہ ہے۔ جن ملکوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچ چکا تھا۔ آج اس سے بیسیوں گنے زیادہ ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا ہے۔ جس خزانہ میں صرف اٹھارہ آنے تھے۔ آج اس میں لاکھوں روپیہ پایا جاتا ہے۔ جس جماعت کے افراد نہایت کمزور حالت میں تھے۔ آج اس جماعت کے افراد ہر لحاظ سے ترقی کر چکے ہیں۔ اگر میں آج بھی مر جاؤں۔ تب بھی میں خزانہ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ چھوڑ کر جاؤنگا۔ جو مجھے ملا۔ میں اُس سے بہت زیادہ جماعت چھوڑ کر جاؤنگا۔ جو مجھے ملی۔ میں اُن سے بہت زیادہ علماء چھوڑ کر جاؤنگا۔ جو مجھے ملے تھے۔ میں سلسلہ کی تائید میں اس سے بہت زیادہ کتابیں چھوڑ کر جاؤنگا۔ جو مجھے ملیں۔ اور میں سلسلہ کی خدمت کے لئے ان سے بہت زیادہ علوم چھوڑ کر جاؤنگا۔ جو مجھے اسوقت ملے تھے۔ جب خدا نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا۔ پس وہ جو خدا نے کہا تھا کہ ”وہ جلد جلد بڑھے گا“ اور ”خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا“ وہ پیشگوئی ایسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے۔ کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی کو اتنا اہم قرار دیا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔ ”یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے“۔ (تذکرہ حاشیہ ص۱۴۲) جس کو خدا نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے نازل کیا ہے۔ پس وہ شخص جو اس پیشگوئی کو سمجھ کر اس پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا

عظیم الشان نشان

دیکھتا ہے۔ جس کی مثال اور نشانوں میں بہت کم ملتی ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا۔ کہ ”نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی۔ چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے“۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ص۸۹)

پھر آپ نے لکھا۔ کہ اس پیشگوئی میں صرف یہی نہیں۔ کہ نو برس میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ بلکہ ساتھ ہی ایسی شرطیں لگا دی گئی ہیں۔ کہ وہ لڑکا اسلام کی شان و شوکت کا موجب ہوگا۔ اور ایسی شرائط کے ساتھ کسی لڑکے کا پیدا ہونا ”انسانی طاقتوں سے بالاتر“ اور ”بڑا بھاری آسمانی نشان“ ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۶) کسی انسان کے اختیار میں یہ بات نہیں۔ کہ وہ ایسا کر سکے۔

وہ بھی کیا زمانہ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں کے حملے ہو رہے تھے محض اس بناء پر کہ آپؑ نے الہام کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے مجددیت کا دعویٰ اُس وقت نہیں کیا تھا۔ ماموریت کا دعویٰ اُسوقت نہیں کیا تھا۔

صرف الہام نازل ہونے کا دعویٰ

کیا۔ اور دنیا آپ کی مخالف ہو گئی۔ صرف چند افراد آپ کے ساتھ تھے۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو بتایا کہ تمہیں ایک ایسا لڑکا ملے گا۔ جو صاحبِ شکوہ اور عظمت ہوگا۔ جو تمہارے رنگ میں رنگین ہو کر اصلاح کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔ وہ سلسلہ اور اسلام کی بہتری کے سامان مہیا کرے گا۔ اور دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

یہ صاف بات ہے کہ جو شخص کسی کا نائب ہونے کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے گا۔ وہ جب دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ تو جو اُس کا آقا اور مطاع ہے۔ اُس کا نام بھی دُنیا کے کناروں تک ضرور پہنچے گا۔ پس جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ وہ ”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“ تو اس کے معنے یہ تھے۔ کہ اس کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی دُنیا کے کناروں تک پہنچیگا۔

اب دیکھ لو یہ پیشگوئی کتنی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

بیرونی ممالک میں

سے صرف افغانستان ہی ایک ایسا ملک تھا۔ جہاں کسی اہمیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا تھا۔ اور ممالک میں صرف اُڑتی ہوئی خبریں پہنچی تھیں۔ اور وہ بھی یا تو مخالفوں کی پھیلائی ہوئی تھیں۔ اور یا ایسا ہوا کہ کسی شخص کے پاس سلسلہ کی کوئی کتاب پہنچی اور اس نے آگے کسی کو دکھا دی۔ باقاعدہ جماعت کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان گئے۔ مگر وہاں انہوں نے احمدیت کا ذکر سم قاتل قرار دے دیا۔ اس وجہ سے انگلستان میں جو مشن قائم ہوا۔ اس کے ذریعہ احمدیت کا نام نہیں پھیلا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں پھیلا۔ اگر پھیلا تو خواجہ صاحب کا نام پھیلا۔ اسکے بعد جب اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں سلسلہ احمدیہ کی باگ دی تو

میرے زمانہ میں

خدا تعالیٰ کے فضل سے سماٹرا میں احمدیت پھیلی۔ جاوا میں احمدیت پھیلی۔ سٹریٹ سیٹلمنٹس میں احمدیت پھیلی۔ چین میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس میں احمدیت پھیلی افریقہ کے چاروں کناروں تک احمدیت پہنچی اور پھیلی۔ مصر میں احمدیت پھیلی۔ شام میں احمدیت پھیلی۔ فلسطین میں احمدیت پھیلی۔ ایران میں احمدیت پہنچی۔ عراق میں احمدیت پہنچی۔ یورپ کے کئی ممالک میں احمدیت پہنچی۔ چنانچہ اٹلی میں احمدیت پہنچی۔ سپین میں احمدیت پہنچی۔ ہنگری میں احمدیت پہنچی۔ زیکو سلویکیا میں احمدیت پہنچی۔ جرمنی میں احمدیت پہنچی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کے لحاظ سے انگلستان اور امریکہ میں بڑی بڑی احمدی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اب ساؤتھ امریکہ میں آہستہ آہستہ احمدیت کا نام پھیل رہا ہے۔ گویا دُنیا کے چاروں کناروں تک میرے زمانہ خلافت میں ہی احمدیت کا نام پہنچا۔ اور مختلف مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں۔ اُن میں سے

بعض جماعتیں بہت ہی اہم ہیں

اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان جماعتوں کے افراد ہزاروں کی تعداد میں ہیں چنانچہ سماٹرا اور جاوا میں ہمارے جو مشن قائم ہیں۔ ان کے ماتحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں احمدی ہیں۔ آجکل وہاں دشمن کا قبضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں کے ساتھ ہو۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اس کے بعد افریقہ کی جماعتیں ہیں۔ ان میں سے بھی ایک ایک جماعت میں ہزاروں افراد پائے جاتے ہیں۔ اور یہ اپنے اخراجات آپ برداشت کرتی ہیں۔ سیرالیون کی جماعت بالکل نئی ہے مگر پھر بھی اس جماعت نے وہاں مدرسے قائم کر لئے ہیں۔ مبلغ رکھے ہیں۔ اور ان تمام اخراجات کو وہاں کے افراد خود برداشت کرتے ہیں۔ لیگوس میں بھی احمدیہ مدارس قائم ہیں اور جماعتیں اردگرد کے علاقوں میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے ذاتی اخراجات پر مبلغ اور مدرسں رکھے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں کوئی خرچ نہیں دیتے۔ نائیجیریا میں بھی ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں پائی جاتی ہے اور وہاں کے افراد بھی اخراجات کا بیشتر حصہ خود ادا کرتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن میں سے بعض بعض جگہ پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ تیس ۳۰ تیس ہزار احمدی پائے جاتے ہیں اور ان کے سالانہ جلسوں کے موقع پر ہی تین تین چار چار ہزار آدمی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور یہ

ساری جماعتیں

ایسی ہیں جن میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدی نہیں تھا جن میں سے ایک فرد بھی حضرت خلیفہ اول رضی کے زمانہ میں احمدی نہیں تھا۔ جن میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آشنا نہ تھا۔ اور جن میں سے ہزاروں ایسے تھے۔ کہ گو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے آشنا تھے مگر درحقیقت آپ کے دشمن اور عیسائی مذہب کے پیرو تھے یا بُت پرست تھے پھر خدا تعالیٰ نے ان کو میرے زمانہ میں ہی کلمۂ توحید سکھایا۔ اور ان کو مسلمان ہونے کی توفیق عطاء فرمائی۔

پھر اسلام کی

تبلیغ کی ایک اہم ترین بنیاد

اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ سے تحریک جدید کے ماتحت رکھ دی۔ تحریک جدید ایک ایسی تحریک ہے۔ کہ اُس کا سارا سلسلہ ہی الہامی ہے۔ اس لئے کہ تحریک جدید شروع ہوئی۔

احرار اور گورنمنٹ

کے ایک فعل سے۔ اب کیا گورنمنٹ میرے اختیار میں تھی۔ اور کیا میں نے اُسے کہا تھا۔ کہ وہ مجھے نوٹس دیتی۔ پھر گورنمنٹ نے جو نوٹس دیا وہ درحقیقت غلطی سے دیا۔ گورنمنٹ چاہتی تھی۔ کہ احرار کے اجتماع کے موقعہ پر باہر سے احمدیوں کو نہ بلوایا جائے۔ اور ہم نے اُس کی اس خواہش کو تسلیم کر لیا۔ اور اُسے لکھ دیا۔ کہ اس اجتماع کے موقعہ پر باہر سے احمدیوں کو نہیں بلایا جائے گا۔ آگے اختلاف ہو جاتا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے جو افسر تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے گورنمنٹ سے کہہ دیا تھا۔ کہ انہوں نے احرار کے اجتماع پر احمدیوں کو قادیان آنے سے منع کر دیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے گورنمنٹ نے نوٹس جاری کر دیا۔ اور بالا افسر یہ کہتے ہیں۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرنٹنڈنٹ نے ہمیں آکر یہ کہا۔ کہ وہ احمدیوں کو اس موقعہ پر قادیان آنے سے روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں چنانچہ انسپکٹر جنرل پولیس نے درد صاحب سے یہی کہا۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے ساتھ آئے۔ ان کے ہاتھ میں اس وقت ایک خط تھا۔ جس کی طرف اشارہ کر کے انہوں نے کہا۔ کہ قادیان سے جواب آگیا ہے۔ کہ ہم احمدیوں کو اس اجتماع کے موقعہ پر باہر سے آنے سے روکنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے کہا کہ چونکہ ایک اہم عہدیدار یہ خط لایا تھا اور ڈی۔ آئی۔ جی اُس کے ساتھ تھا۔ اس لئے اُن کے کہنے پر اعتبار کر لیا گیا اور چونکہ گورنر صاحب بار بار فون کر رہے تھے۔ کہ قادیان سے کیا جواب آیا ہے۔ اس لئے انہیں فوری طور پر جواب دیدیا گیا۔ کہ قادیان سے جواب آگیا ہے۔ وہ احمدیوں کو روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس پر گورنر صاحب نے فوراً اپنی کونسل کا اجلاس بلایا۔ اور کہا کہ قادیان سے یہ جواب آیا ہے۔ کہ وہ احمدیوں کو روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور کونسل نے بغیر اس کے کہ وہ یہ دیکھتی۔ کہ خط میں لکھا کیا ہے۔ جھٹ فیصلہ کیا۔ کہ پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۳۲ء کے ماتحت

امام جماعت احمدیہ کو نوٹس

دے دیا جائے۔ کہ وہ ایسا نہ کریں۔ ورنہ وہ قانون کی زد میں آجائیں گے۔ حالانکہ ابتداء میں جو لوگوں کو بلایا بھی گیا تھا۔ اور جسے بعد میں منسوخ بھی کر دیا گیا۔ وہ میری طرف سے نہ تھا۔ بلکہ امور عامہ کی طرف سے تھا۔ پس اگر واقعہ میں اس موقعہ پر سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی نے افسرانِ بالا کو کوئی دھوکا دیا۔ تو وہ میرے اختیار میں نہیں تھا۔ اور اگر انہوں نے دھوکا دیا۔ تو کیا ڈی۔ آئی۔ جی اُن کے ساتھ نہ تھے۔ اور کیا ان کا فرض نہ تھا۔ کہ وہ اس خط کو پڑھ لیتے اور دیکھ لیتے۔ کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ پھر کیا انسپکٹر جنرل پولیس اس خط کو پڑھ نہیں سکتا تھا۔ کہ اُسے بھی دھوکا لگ گیا پھر اگر انسپکٹر جنرل پولیس نے غلطی کر دی۔ تو کیا گورنر صاحب اُس خط کو نہیں پڑھ سکتے تھے۔ کیا ان کی کونسل اس خط کو نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اور کیا چیف سکرٹری اس خط کو نہ پڑھ سکتے تھے۔ پس اگر یہ غلطیاں ہیں۔ جو یکے بعد دیگرے تمام افسروں سے سرزد ہوتی چلی گئیں۔ تو کیا یہ سب کچھ میرے اختیار میں تھا یا میری طاقت میں تھا۔ کہ میں ایسا کر سکتا۔ واقعات پر غور کر کے دیکھ لو۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ

خدا کا ایک فعل

تھا۔ اور خدا ہماری جماعت میں بیداری پیدا کرنا چاہتا تھا۔ خدا میرے ہاتھ سے اسلام کے اس نازک دور میں تبلیغ دین کی ایک عظیم الشان بنیاد رکھنا چاہتا تھا۔ خدا ہماری جماعت کو ایک کوڑا مار کر جگانا چاہتا تھا۔ اس لئے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے غفلت کی۔ کہ اُس نے خط کو نہ پڑھا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے غفلت کی۔ اور اس نے خط کو نہ پڑھا۔ پھر یہی غلطی گورنر صاحب سے ہوئی۔ پھر یہی غلطی ان کی کونسل کے ارکان سے ہوئی۔ اور ساروں نے ہی یہ سمجھ لیا۔ کہ ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے۔ کہ ہم احمدیوں کو روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ حالانکہ اس جواب کی کوئی بنیاد ہی نہ تھی۔ اور کوئی ایسا خط گورنمنٹ کو لکھا ہی نہیں گیا تھا۔ مگر اُن ساروں نے یہ غلطی کی۔ اور اُس خط کی بناء پر مجھے نوٹس دے دیا گیا جس کی کوئی بنیاد نہ تھی۔ چنانچہ جب بعد میں ہم نے بالا افسروں سے کہا۔ کہ ہم نے تو احمدیوں کو روک دیا تھا۔ اور امور عامہ نے بھی میری ہدایت کے مطابق اپنے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔ آپ ہمیں وہ خط دکھائیں جس میں ہم نے یہ لکھا ہو۔ کہ ہم احمدیوں کو روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو وہ اتنے شرمندہ ہوئے۔ کہ اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر چیف سکرٹری نے چھ ماہ کے بعد ہمارے ایک وفد سے کہا کہ اب ہماری کافی ذلت ہو گئی ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ

ہم سے غلطی ہوئی

آپ ہم سے بار بار اُس خط کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ نہ کریں۔ تو دیکھو خط میں بالکل اُلٹ مضمون تھا۔ اُس خط میں لکھا یہ گیا تھا۔ کہ احمدیوں سے کہہ دیا گیا ہے۔ وہ احرار کے جلسہ کے موقعہ پر قادیان میں نہ آئیں۔ مگر گورنمنٹ نے یہ نوٹس دے دیا۔ کہ چونکہ تم احمدیوں کو قادیان آنے سے روکنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ اس لئے تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اس موقعہ پر احمدی آئے۔ تو تم قانون کی زد میں آجاؤ گے۔ حالانکہ وہ خط جس کی بناء پر انہوں نے یہ نوٹس دیا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے فائل میں موجود تھا۔ مگر پھر اُن سے یہ غلطی ہو گئی۔ پس اگر یہ غلطی ہے تو پھر یہ غلطی اُسی خدا کی کروائی ہوئی ہے۔ جس خدا نے غار ثور کے مُنہ پر پہنچ جانے والے کفار کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا دئے تھے۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس غار میں نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد حکومت کی طرف سے ہماری

تبلیغ کے راستے میں روکیں

پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ اور یہاں تک خوف پیدا ہؤا۔ کہ سلسلہ کے مقدس لٹریچر پر بھی گورنمنٹ ہاتھ نہ ڈالے۔ اور میں نے سلسلہ کی کتب کی متعدد کاپیاں مختلف ممالک میں پھیلا دیں۔ غرض گورنمنٹ کے یہ افعال میری آنکھیں کھولنے کا موجب ہو گئے۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ یہ اسلام کی مظلومیت اور احمدیت کی بے کسی کا ثبوت ہے۔ کہ ہر کس و ناکس چاہے۔ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔ احمدیت کو اپنے بوٹ کی ٹھوکر لگانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ تب میں نے سمجھا۔ کہ ہماری طرف سے اب تک احمدیت کو پھیلانے کی گو کوششیں ہوئی ہیں۔ مگر وہ کوششیں اور محنتیں اتنی نہیں ہیں۔ کہ اسلام اور احمدیت کو جلد سے جلد پھیلا سکتیں۔ ہم نے بے شک اپنے فرض کو ایک حد تک ادا کیا ہے۔ مگر ایسا احساس ابھی ہم میں پیدا نہیں ہؤا۔ کہ اس کے نتیجہ میں قلیل سے قلیل عرصہ میں

احمدیت کا رُعب

دنیا پر چھا جاتا۔ اور اس قسم کی فرعونی طبائع کو پتہ لگ جاتا۔ کہ یہ سلسلہ خدائی طاقت سے بڑھ رہا ہے۔ اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ اس طرح تحریک جدید کا آغاز ہؤا۔ اور پھر ہر قدم پر اس تحریک نے ایسا رنگ بدلا۔ جو میرے اختیار میں نہیں تھا۔ اور جماعت میں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسی روح پیدا کر دی۔ جو ترقی کرنے والی جماعتوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ میں تحریک جدید کے اُس چندہ کو اتنی عظمت نہیں دیتا۔ جو ان چند سالوں میں جمع ہؤا۔

میں عظمت دیتا ہوں

مجاہدین کی اس جماعت کو جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کی ہوئی ہیں

پائندہ وقف کریں گے۔ اور میں عظمت دیتا ہوں۔ قربانی کی اس روح کو جو جماعت میں پیدا ہوئی۔

خدا تعالےٰ کی قدرت ہے۔ اس سے پہلے صدر انجمن احمدیہ ہمیشہ مقروض رہا کرتی تھی۔ اور اُسے اپنا بجٹ ہر سال کم کرنا پڑتا تھا۔ جب میں نے اس تحریک کا اعلان کیا۔ تو ناظروں نے میرے پاس آ آ کر شکائتیں کیں۔ کہ اس تحریک کے نتیجہ میں انجمن کی حالت خراب ہو جائے گی۔ میں نے اُن سے کہا۔ کہ تم خدا تعالےٰ پر توکل کرو۔ انتظار کرو اور دیکھو کہ حالت سدھرتی ہے یا گرتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایسا فضل کیا۔ کہ یا تو صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ دو اڑھائی لاکھ روپیہ کا ہُوا کرتا تھا۔ اور یا اس تحریک کے دوران میں چار پانچ لاکھ روپیہ تک جا پہنچا۔ اُدھر جماعت نے تحریک جدید کی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلے سال کے اندر ہی مطالبہ سے کئی گنا زیادہ رقم جمع ہو گئی۔ جب میں نے پہلے دن جماعت سے ۲۷ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا ہے۔ تو واقعہ میں مَیں یہی سمجھتا تھا۔ کہ میرے مونہہ سے یہ رقم نکل تو گئی ہے۔ مگر اس کا جمع ہونا بظاہر بڑا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا یہ کس قدر عظیم الشان فضل ہے۔ کہ ۲۷ ہزار کیا اب تک

۲۷ ہزار سے پچاس گنے سے بھی زیادہ رقم

آ چکی ہے۔ اور یہ اتنی زیادہ رقم ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بھی حیرت سے پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تیرہ لاکھ روپیہ اکٹھا ہُوا تھا۔ تو وہ گیا کہاں ہے۔ انہیں یقین ہی نہیں آتا۔ کہ اتنا روپیہ جمع ہُوا ہو۔ کیونکہ اگر آیا ہوتا تو یہ سارا روپیہ غالباً ان کے خیال میں ہمیں حفاظت کے ساتھ انکے پاس بھجوا دینا چاہیئے تھا۔ یا کم سے کم ان کا حصہ تو انہیں ضرور بھجوا دینا چاہیئے تھا۔ مگر وہ روپیہ آیا۔ اور وہیں خرچ ہُوا۔ جہاں اس خدا کا منشاء تھا۔ جس نے میری زبان سے اس تحریک کا اجراء کرایا۔

یہ ساری چیزیں ایسی ہیں۔ جو بتاتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک عظیم الشان کام

ہونے والا تھا۔ سو وہ کام ہُوا۔ اور خدائی سامانوں سے ہُوا۔ اور ان ذرائع سے ہُوا۔ جو ہمارے اختیار میں نہ تھے۔

پھر اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک یہ خبر بھی دی گئی تھی۔ کہ وہ "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔

میں خدا تعالےٰ کے فضل سے دعوے کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا۔ کہ اسلام کے وہ

مہتم بالشان مسائل

جن پر روشنی ڈالنا اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا۔ خدا تعالےٰ نے اُن کے متعلق میری زبان اور میرے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلوائے ہیں۔ کہ میں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اُن تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو یقیناً اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے امور ہیں۔ جن کو اس زمانہ کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ جب تک دوسری آیات سے ان کی تشریح نہ کر دی جاتی۔ اور یہ

خدا تعالےٰ کا بے انتہاء فضل

ہے۔ کہ اس نے میرے ذریعہ سے اُن مشکلات کو حل کیا۔ اور اُن آیات کے صاف اور روشن معنے دنیا کے سامنے ظاہر کئے۔ باقی میں نے ایسے امور کے متعلق کبھی دعوے نہیں کئے۔ جیسے میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ میں دعوے کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اب بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو میرے اس تازہ اعلان پر جو میں نے اللہ تعالےٰ کے ایک الہام کی بناء پر کیا کہتے ہیں۔ کہ یہ دعویٰ ہے یا کیا چیز ہے؟ بعض نے کہا۔ کہ کیا اس کے معنے نبوت کے ہیں؟ اور بعض نے کہا کہ اس کہنے سے کیا حاصل ہُوا۔ جبکہ یہ بات پہلے ہی ظاہر تھی۔ یہ ذہنی کشمکشیں لازمی چیز ہیں۔ اور لوگوں کے دماغی تفاوت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی کشمکش کا پیدا ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ وہ لوگ جو پوچھتے ہیں کہ کیا

اس کے معنے نبوت کے ہیں

میں اُن سے کہتا ہوں کہ یاد رکھو مومن کے لئے وہی بات سجتی ہے جو اس کا خدا اُسے کہتا ہے اور اتنی ہی بات اُسے سجتی ہے جتنی اس کا خدا اُسے کہنے کا حکم دیتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے قیاسات کے پیچھے چلے اُس کا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی نگاہ رکھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ وہاں اسے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ آگے بڑھو وہاں اُسے آگے بڑھنا چاہیئے تمہارا حق نہیں ہے کہ تم کوئی نیا لفظ بناؤ یا نئے معنے اور نیا مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ جو کچھ خدا نے کہا وہ یہ ہے کہ مصلح موعود کی وہ پیشگوئی جو اس زمانہ کو انوار و برکات کے لحاظ سے ویسا ہی زمانہ ثابت کر رہی ہے جیسے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا۔ میرے ہی ذریعہ سے پوری ہوئی ہے اور نشانات اور علامات نے بھی بتا دیا ہے کہ یہ پیشگوئی میرے ہی ذریعہ سے پوری ہوئی ہے۔ اگر تم میں سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے نزدیک درحقیقت کسی چیز کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کو خدا بھی مل جائے تو وہ کہیں گے کہ کچھ کیا فائدہ ہوا؟ سوال یہ ہے کہ اسلام اس وقت ایک ایسے دور میں سے گزر رہا ہے جو

ضعف اور کمزوری کا دور

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دشمن کی طرف سے اسلام پر وہ تمدنی حملہ نہیں ہوا تھا۔ جو آج کیا جا رہا ہے پس خدا نے چاہا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق موجودہ زمانہ میں ایک ایسے شخص کو اپنے کلام سے سرفراز فرمائے جو روح الحق کی برکت اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ جو علوم ظاہری اور باطنی سے پُر ہو اور جو دشمن کے ان تمدنی حملوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریح۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح اور قرآن کریم کے منشا کے مطابق دور کرے اور اسلام کی حفاظت کا کام سرانجام دے سو خدا نے اپنا کام کر دیا اور میری تحریروں پر اپنی مہر تصدیق کر دی۔ اور اگر اس کی مشیت کچھ اور کام کروانے والی ہے تو وہ کام بھی ایک دن دنیا کے سامنے آجائے گا۔ یہ چیز ہے جو

اس پیشگوئی کی اہمیت

کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کی عظمت کو نہیں سمجھتا تو وہ خدا کے سامنے خود جواب دہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس کا نیا نام رکھتا۔ اور کوئی نیا عہدہ اس کے لئے تجویز کرتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عہدہ وہی ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ اگر کوئی شخص اس بارہ میں خود قیاس کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکاتا ہے۔ جو کچھ خدا نے کہا ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ کہنا ہمارے لئے جائز نہیں۔ بلکہ میں نے تو

اس بارہ میں اتنی احتیاط

کی کہ جب پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں۔ میں نے اُن سے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں اور میں نے کہا جب تک خدا مجھے نہیں بلوائیگا میں ان پیشگوئیوں کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر میرے چپ رہنے سے ان پیشگوئیوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے تو پھر میرے بولنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر میرے بولنے کے بغیر ان پیشگوئیوں کی عظمت ثابت نہیں ہو سکتی۔ تو بلوانے والا آپ بلوا لے گا میں خود کیوں بولوں۔ پس اگر میرے نہ بولنے سے خدا تعالیٰ کا منشا پورا ہو جاتا تھا۔ تو میرا بولنا سوء ادبی اور کبر تھا۔ اور اگر میرے چپ رہنے سے نہیں بلکہ بولنے سے خدا تعالےٰ کا منشا پورا ہوتا تھا۔ تو پھر جس کا یہ کام تھا۔ اسی کا یہ بھی کام تھا کہ وہ میری زبان کھلواتا۔

الفضل کا مصلح موعود نمبر

۲۰ر فروری کو یہ پرچہ شائع ہوگا۔ احباب کثرت سے اس کی اشاعت کریں۔ (منیجر)

چنانچہ جب وقت آیا۔ اُس نے یہ بات مجھے بتادی۔ اور نہ صرف بات بتادی۔ بلکہ ارشاد فرمایا۔ کہ اب میں اور لوگوں کو بھی یہ بات بتلادوں۔ اور نہ صرف اُس نے مجھے یہ ارشاد کیا۔ بلکہ اپنے فضل سے ایسے حالات بھی پیدا فرمادئے جو اس پیشگوئی کی صداقت کے لئے بطور دلیل کے ہیں۔ جس طرح آسمان پر جب چاند چمکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے ارد گرد ستارے پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اسی طرح ان ایام میں بہت سے لوگوں کو

ایسی خوابیں

آئی ہیں۔ جن میں اسی خواب کا مضمون دُہرایا گیا ہے۔ جو میں نے دیکھی تھی۔ چنانچہ ابھی میں لاہور میں ہی تھا۔ کہ میری رویاء کے بعد ایک دوست نے جن کا نام ڈاکٹر محمد لطیف صاحب ہے مجھے بتایا کہ انہوں نے رویاء میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا تھا۔ کہ انبیاء و رسل کے ساتھ اس کا نام لیا جائے گا۔

انبیاء و رسل کے ساتھ

نام لئے جانے کے وہی معنے ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مثیل مسیح ہوگا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نبی اور رسول ہیں ان کے ساتھ میرا بھی نام لیا جائے گا۔ اسی طرح ایک دوست نے دیکھا کہ رویاء میں مجھے دیکھا کہ منار پر کھڑے ہو کر آپ

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

کا اعلان کر رہے ہیں۔ الیس اللہ بکاف عبدہٗ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی الہاموں میں سے ہے۔ اور منار پر اس الہام کے اعلان کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ احمدیت کو میرے ذریعہ سے اور بھی مضبوط کر دیگا۔ اسی طرح ایک دوست نے دیکھا کہ

ایک درخت پر کھڑے ہو کر

میں کوئی اعلان کر رہا ہوں۔ یہ میری رویاء سے پہلے کی بات ہے۔ اور درخت سے مراد گو اُسوقت میرا ذہن اس طرف نہیں گیا۔ الہام الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں الہام کو شجرۂ طیبہ قرار دیا گیا ہے۔ پس اس کے معنے یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کے الہام اور رویاء کے ماتحت میں لوگوں کے سامنے کوئی اعلان کرنے والا ہوں۔ لیکن اس بارہ میں

سب سے زیادہ عجیب رویاء

منصور خان صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کا ہے۔ اس رویاء کو پڑھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ کس طرح اس میں میرے پچھلے خطبہ اور خواب کا سارا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۳۰ اور ۳۱ جنوری کی درمیانی شب کو میں نے یہ رویاء دیکھا ہے۔ خطبہ میں نے ۲۸ جنوری کو پڑھا تھا۔ اور یقیناً یہ خطبہ خواب دیکھنے کے وقت تک ان کو نہیں ملا۔ "الفضل" میں اس بارہ میں پہلی خبر ۳۰ جنوری کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے۔ اور الفضل کا یہ پرچہ ان کو ۳۱ جنوری کو مل سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے ۳۰ اور ۳۱ جنوری کی درمیانی رات کو یہ خواب دیکھا۔ اور پھر اُن کے خط میں بھی اس امر کا کوئی ذکر نہیں کہ اخبار میں انہوں نے یہ خبر پڑھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویاء ان کو ایسے حالات میں ہوئی ہے۔ جبکہ انہیں اس بات کا کوئی علم نہ تھا۔ کہ میں نے اپنے خطبہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ رویاء میں میں نے دیکھا کہ

احمدیوں کا ایک بہت بڑا ہجوم

ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے جس پر وہ خدا تعالیٰ کی حمد اور اسکی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں۔ اور بڑے جوش سے ان کے منہ سے تسبیح کی آوازیں نکل رہی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ رویاء میں میں نے دیکھا۔ کہ اور لوگوں پر بھی اس کا اثر ہے لیکن

مفتی محمد صادق صاحب

پر تو وجد کی حالت طاری ہے۔ اب دیکھو پچھلے خطبہ میں تمام احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کے اس نشان کا اثر تھا۔ مگر مفتی صاحب پر تو اس کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خطبہ جمعہ میں ہی بول پڑے۔ وہ لکھتے ہیں۔ میں حیران ہوا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ اسکے بعد مجھے ایک کمرہ نظر آیا جس میں

شیشے کی تین چوکھٹیں

لگی ہوئی ہیں۔ اور ان پر نہایت اعلیٰ پالش کیا ہوا ہے۔ تاکہ اُن پر تصویر آسکے۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ اُن پر دو تصویریں نمودار ہوگئی ہیں۔ ایک تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اور ایک آپ کی ہے۔ اور یہ دونو تصویریں اکٹھی کمرہ کے اندر جگمگا رہی ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر لوگ خوش ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں۔ انہوں نے تیسری تصویر کا ذکر نہیں کیا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصویر کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ یا شاید دیکھا تو ہو۔ مگر چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل انہوں نے دیکھی ہوئی نہیں تھی۔ اور آپ کی تصویر بھی دنیا میں کوئی موجود نہیں۔ اس لئے وہ نہ سمجھ سکے ہوں۔ کہ یہ کس کی تصویر ہے۔ لیکن رویاء میں انہوں نے شیشے تین ہی دیکھے ہیں۔ اور میری رویاء میں بھی تین وجودوں کے بولنے کا ذکر آتا ہے۔ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور میری زبان پر بولے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور میری زبان سے بولے۔ اور پھر میں خود بولا۔ پھر وہ لکھتے ہیں۔ خواب میں عربی زبان میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ جنہیں میں سمجھ نہیں سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نزول السماء۔ نزول السماء کہا جا رہا ہے۔ اس میں درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں پایا جاتا ہے کہ کان اللہ نزل من السماء۔ چونکہ وہ عربی سے ناواقف ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں۔ مجھے اور تو کچھ یاد نہیں رہا۔ صرف اتنا یاد رہا کہ

عربی میں کچھ باتیں

ہو رہی ہیں۔ جن میں نزول السماء کے الفاظ ہیں۔ تو دیکھو کس طرح خدا تعالیٰ نے انہیں رویاء میں خطبہ کے وقت کی کیفیت بتادی۔ اور کس طرح اس رویاء کا نقشہ بھی بتادیا۔ جو میں نے دیکھی تھی حالانکہ اس وقت تک انہیں میرے اس اعلان کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسی طرح اور لوگوں کو بھی

اِن ایّام میں ایسی خوابیں

دکھائی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایک درجن سے زیادہ لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے۔ تو یہ خوابیں بھی لوگوں کے ایمان کی زیادتی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ پس وہ دوست جنہوں نے مجھے اپنی خوابیں لکھی ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ

الفضل میں

ایسی تمام خوابیں شائع کرادیں۔ اور اگر کسی اور دوست کو بھی کوئی خواب آئی ہو۔ لیکن مجھے اُس نے نہ بتائی ہو۔ تو اُسے بھی وہ خواب "الفضل" میں شائع کرادینی چاہیئے۔ یہ بھی ایک نشان ہے۔ جو لوگوں کے لئے ان کے ایمانوں میں زیادتی کا موجب ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ المومن یریٰ او یریٰ لہٗ، کہ مومن بعض دفعہ خود خواب دیکھتا ہے۔ اور بعض دفعہ دُوسروں کو اس کے متعلق خوابیں دکھائی جاتی ہیں۔ یہ نشان درحقیقت شکی طبائع کی ہدایت کے لئے ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو دیر سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ تو سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹ بولنے والا نہیں۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی خوابیں خیالات کا اثر ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ خوابیں جو مختلف افراد کو اور مختلف مقامات میں رہنے والوں کو آتی ہیں۔

اپنے اندر ہدایت کا سامان

رکھتی ہیں۔ خیالات کا اثر آخر ایک شخص پر تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ پانچ۔ دس۔ پندرہ یا بیس لوگوں کو ایک مہینہ کے اندر اندر ایسی خوابیں آجائیں اور وہ لوگ بھی ایسے ہوں جو ایک دوسرے کے واقف نہ ہوں۔ ایک جگہ پر نہ رہتے ہوں۔ ایک دوسرے سے ملتے نہ ہوں۔ اور ایک دُوسرے سے اُن کا کوئی زیادہ گہرا تعلق نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو ایک وقت میں ایک جیسی خوابوں کا آجانا بغیر الٰہی تدبیر کے کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس یہ خوابیں بھی جو مختلف دوستوں کو آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا ایک مزید ثبوت ہیں۔ کہ اس نے مجھ پر جس امر کو منکشف فرمایا۔ وہ اپنے اندر صداقت اور راستی رکھتا ہے۔ (باقی)